رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم وخوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

# الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گرائی بہادر قادیان بینی
شفا بینی دوا بینی غرض دار الامان بینی

منارۃ المسیح

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

| نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶ |
|---|---|---|

## فہرست مضامین

| | | |
|---|---|---|
| دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی | ص | ۱ |
| مختصر نوٹ اور نکات | ص | ۲ |
| | ص | ۳ |
| دار الامان کا ہفتہ | ص | ۴ |
| مدرسہ و بیعت کا کالم | ص | ۴ |
| کلمات طیبات امام الزمان | ص | ۵ |
| ” ” | ص | ۶ |
| ” ” | ص | ۷ |
| ” ” | ص | ۸ |
| ” ” | ص | ۹ |
| ” ” | ص | ۱۰ |
| ” ” | ص | ۱۱ |
| ” ” | ص | ۱۲ |
| تثلیث اور توحید | ص | ۱۲ تا ۱۶ |

## دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی میں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ میں میں ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہوں جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ اس قدر مدت کے لئے جو دفتر مذکور کی تعمیر میں لگی اخبار الحکم جدید خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پر دیا جاوے یعنی ۲ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جسقدر جدید خریدار ہونگے ان سے الحکم کی قیمت ایکسال کے لئے صرف چار روپے لیجاوے گی اور پرانے خریداروں سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابیں جو مطبع کی ملکیت ہیں وہ ایک سال ان دو مہینوں کے اندر نصف قیمت پر خرید سکیں گے خواہ ایک نسخہ خریدیں یا ایک سے زیادہ پرانے خریداروں کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابوں کو لینے کا حقدار نہ ہوگا جدید التقطیع کتابیں جو اس مہینے میں طبع ہوں اس رعایت سے مستثنیٰ ہیں اس عرصہ کے بعد یہ رعایت نہ رہے گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

کہ عبادت خود ہی آجاویگی نہیں جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتل تام کی راہین حاصل نہیں ہوسکتین۔ پھر طبعًا سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو اس کا علاج خود ہی بتلایا

**وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ**

یاد رکھو کہ دو چیزین اس امت کو عطا فرمائی گئی ہین ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جسکو دوسرے لفظوںمین استمداد اور استعانت بھی کہتے ہین صوفیون نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے شلاً مگدرون اور موگریون کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے اس کے ساتھ روح کو ایک قوۃ ملتی ہے اور دل مین استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہین۔ استغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہین۔ پس استغفار کے یہی معنے ہین کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہین اُنپر غالب آوے اور خدا تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکون سے بچکر انہیں عملی رنگ مین دکھائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان مین دو قسم کے مادے رکھے ہین ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے۔ جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئین کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہین لیتا تو سمی قوت غالب آجاتی ہے۔ لیکن جب اپنے تئین ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے تئین خدا اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اُس کی روح گداز ہو کر بہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنے ہین یعنی یہ کہ اُس قوت کو پاکر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔

غرض اس کے معنے یہ ہین کہ عبادت پر یون قائم رہو۔ اول رسول کی اطاعت کرو دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہان پہلے اپنے رب سے مدد چاہو جب قوت ملگئی تو **توبوا الیہ** یعنی خدا کی طرف رجوع کرو

**استغفار اور توبہ** دو چیزین ہین ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے۔ جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدمون پر کھڑا ہونا ہے عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ سے مدد چاہیگا تو خدا تعالےٰ ایک قوت دیدے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤن پر کھڑا ہو جاویگا اور نیکیون کے کرنے کے لئے اُس مین ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جسکا نام توبوا الیہ ہے اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے غرض اس مین ایک طریق ہے جو سالکون کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت مین خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالےٰ سے قوت نہ پائیگا کیا کر سکیگا توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے اگر استغفار نہ ہو تو یقینًا یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مرجاتی ہے پھر اگر اسطرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا

**یمتعکم متاعًا حسنًا الی اجل مسمی۔** اسنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پالوگے ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس مین وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے ہر ایک آدمی نبی۔ رسول۔ صدیق شہید نہین ہو سکتا۔ غرض اس مین شک نہیں کہ تفاضل درجات امر حق ہے اس کے آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب کو پالے گا یہی مطلب ہے اس آیت کا **ویؤت کل ذی فضل فضلہ** لیکن اگر زیادت لے کر آیا ہے تو خدا تعالیٰ اس مجاہدہ مین اُس کو زیادت دیدیگا اور اپنے فضل کو پالیگا جو طبعی طور پر اُس کا حق ہے ذی الفضل کی اضافت ملکی ہے مطلب یہ ہے کہ خدا محروم نہ رکھے گا۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ میان ہم نے ولی بننا ہے! جو ایسا کہتے ہین وہ دنی الطبع کافر ہین انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ مین لیکر کام کرے۔

اب ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردون سے مدد مانگنے کا خدا نے کہین ذکر نہین کیا بلکہ زندون ہی کا ذکر فرمایا خدا تعالےٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندون کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مردون پر ڈالتا تو نہین معلوم کیا آفت آتی۔ مردون کی قبرین کہان کم ہین کیا ملتان میں تھوڑی قبرین ہین۔ گرد و گرما گدا و گورستان اُس کی نسبت مشہور ہے مین بھی ایک بار ملتان گیا۔ جہان کسی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اتارنے کو گرد ہو جاتے ہین۔ پاک پٹن مین مردون کے فیضان سے دیکھلو کیا ہو رہا ہے۔ اجمیر مین جاکر دیکھو بدعات اور محدثات کا بازار کیا گرم ہے۔ غرض مردون کو دیکھو گے تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اُن کے مشاہد مین سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہین خدا تعالیٰ نے جو صراط المستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندون کی راہ ہے مردون کی راہ نہین۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور حیّ و قیوم خدا کو ملے تو وہ زندون کو تلاش کرے۔ کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے نہ مُردہ۔ جنکا خدا مردہ ہے۔ جنکی کتاب مردہ وہ مردون سے برکت چاہین تو کیا تعجب ہے؟ لیکن اگر سچا مسلمان جسکا خدا زندہ خدا ہے جسکا نبی زندہ نبی جس کی کتاب زندہ کتاب ہے۔ اور جس دین مین ہمیشہ **زندون کا سلسلہ جاری** ہو۔ اور ہر زمانہ مین ایک **زندہ انسان**

خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنیوالا آتا ہو وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیون اور قبرون کی تلاش مین سرگردان ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے!!!

پس تم کو چاہئے کہ تم زندون کی صحبت تلاش کرو۔ اور بار بار اُس کے پاس آکر بیٹھو۔ ہان ہم یہ بھی کہتے ہین کہ ایک دو مرتبہ مین تاثیر نہین ہوتی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مین تدریجی ترقی ہوئی جو سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوگا اُس مین بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا پس چاہئے کہ صحابہ کیطرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہان آکر بار بار اور عرصہ تک صحبت مین رہو تاکہ تم دیکھو جو صحابہ نے دیکھا اور وہ پاؤ جو ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

**یالوتن لوڑ مقدمی یالوتن اللہ نون لوڑ**

تم دیکھتے ہو کہ مین بیعت مین یہ اقرار لیتا ہون کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا یہ اس لئے تاکہ مین دیکھون کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے ذرہ سی نئی زمین کسی کو ملجاوے تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہان جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہان رہے تا وہ زمین آباد ہو۔ محمد حسین جیسے کو بھی بار مین جاکر ٹھہرنے کی ضرورت آپڑی۔ پھر ہم جو ایک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہین جس مین اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے تو ابدی پھل لگ سکتے ہین کیون یہان آکر لوگ گھر نہین بناتے اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہان آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے تو پھر اس کی فصل کے پکنے اور بارآور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے **اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا**۔ زمین کو کسقدر تردد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے ہل چلاتا ہے۔ تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہین بنتا لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا کہ زرسع زر ہی زر ہے کھیتی تو کرنے لگا مگر نوکرون کے سپرد کر دی لیکن جب حساب لیا کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الادا ہی نکلا۔ پھر اس کو اس موقعہ پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے لیکن تمہاری بیوقوفی ہے۔ خود مہتمم ہو تب فائدہ ہوگا۔ ٹھیک اسیطرح پر ارض دل کی خاصیت ہے۔ جو اس کو بیعزتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہین ملتی۔ یاد رکھو مین جو **اصلاح خلق** کیلئے آیا ہون جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فیض کا وارث بنتا ہے لیکن مین صاف طور پر کہتا ہون کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہین ملتا کہ کہان ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس کے لئے کچھ نہین ہے وہ جیسا تہیدست آیا تھا تہیدست جاتا ہے۔

یہ فضل اور برکت صحبت مین رہنے سے ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ اللہ فی اصحابی** گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ انکو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد **کونوا مع الصادقین** اسپر شاہد ہے یہ ایک سر ہے جسکو تھوڑے ہین جو سمجھتے ہین مامور من اللہ ایک ہی وقت مین ساری باتین کبھی بیان نہین کر سکتا۔ بلکہ وہ اپنے دوستون کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج مین ساری باتین بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہون جو آج ہی کی تقریر سنکر چلے جاوین اور بعض باتین اُن مین اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہون تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہان رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے۔ جسمین تبدیلی نہین ہے۔ وہ **من کان فی ہذہ اعمی** کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت مین ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل مین ہے وہ ابھی پیدا نہین ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھکر میری وہی حالت ہے **لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین** مین نہین چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاوین اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے ہماری یہ غرض ہرگز نہین کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے اسی پر بس نہین ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم مین سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مین اور ہون مین پھر کہتا ہون کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت مین رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مین اور ہو گیا ہون اُسے فائدہ نہین پہونچتا۔

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت مین اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے

ورنہ کچھ بھی نہین میرا یہ مطلب نہین کہ دنیا کے اشغال چھوڑ دو - خدا تعالےٰ نے دنیا کے شغلون کو جائز رکھا ہے کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور قمار باز ٹھگ - ڈکیٹ بن جاتا ہے اور کیا کیا بُری عادتین اختیار کرلیتا ہے مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے دنیوی شغلون کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ مین تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کرسکین اور مقصود بالذات اس مین دین ہی ہو - پس ہم دنیوی شغلون سے بھی منع نہین کرتے اور یہ بھی نہین کہتے کہ دن رات دنیا ہی کے دھندون اور بکھیڑون مین منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہونچاتا ہے اور اس کی زبان پہ نرا دعوےٰ ہی رہ جاتا ہے -

الغرض زندون کی صحبت مین رہو تاکہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے *

---

# تثلیث اور توحید

## گذشتہ اشاعت سے آگے

جس شخص کے نمونے کو دیکھکر پرہیزگاری مین لوگون نے ترقی کرنا تھا جب کہ وہی خود شراب کا مرتکب ہوا پھر ان بیجا حرکات مین اورون کا کیا گناہ ہے اور جس حالت مین مسیحی لوگ یقیناً جانتے ہین کہ ہمارا رہبر اور ہادی شراب پینے کا شائق تھا بلکہ عشاء ربانی سے اس نے شراب خواری کو دین کی جز ٹھہرا دیا تھا تو اس صورت مین کسی دوسرے کی تقریر سے اسپر کیا اثر پڑسکتا ہے اگر ایسی سپیچون کیوقت ایک آیت بھی انجیل مین سے شراب کے حرام ہونے پر پیش ہو سکے جس کے نہ ملنے کا ہر ایک پرہیزگاری کے واعظ کو افسوس ہوگا تو اُن سپیچون مین سچائی کی روح پڑجاوے اور دلون پر ان کا فوق العادت اثر ہو لیکن وے لوگ جو عیسائی کہلاتے اور انجیل شریف پر فدا ہین جبکہ وہ شراب خوری کی انجیل مین ممانعت نہین پاتے بلکہ حضرت مسیح کو جس سے وہ پیار کرتے ہین - خود اس کو مرتکب دیکھتے ہین تو کیونکر شراب سے رک سکتے ہین انسان بالطبع اپنے ہادی اور پیشوا کی پیروی کرتا ہے اور اس کے نمونے پر چلتا ہے

پھر جبکہ مسیح نے شراب سے بچنے کا نمونہ نہ دکھلایا اور اسی لئے اسکو کھاؤ پیو کہا گیا تو کیونکر عیسائیون کو شراب چھوڑنے کی طاقت ملسکتی ہے اب ہزار کوشش کرو بے فائدہ اور ہزار سعی کرو لاحاصل کیونکہ آپ لوگون کے پیشوا کی زندگی مین اس قسم کی پرہیزگاری اور معصومیت نہین - ہم قبول کرتے ہین کہ عیسائی قوم کی عصمت کو اس خانہ خراب شراب نے قوت غضبیہ اور شہویہ کے استعمال دینے سے بڑا نقصان پہونچایا ہے لیکن ہم قبول نہین کر سکتے کہ عیسائیت کے دائرہ مین رہ کر ہر ایک طبیعت اور فطرت کا آدمی شراب سے کامل پرہیز کرسکتا ہے اِلاّ شاذ و نادر جو معدوم کے حکم مین ہے *

ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شراب کی اباحت نے انجیل کی تمام اخلاقی تعلیم کو بیکار کردیا مثلاً یہ سچ ہے کہ یہ فقرہ اپنی ظاہری صورت مین بہت عمدہ ہے کہ شر کا مقابلہ نکرو اور اگر کوئی شخص تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسری پھیر دے - لیکن ہم پوچھتے ہین کہ ایک شراب خوار آدمی اس حکم کا پابند رہ سکتا ہے ؟ کیا وہ ایک دانت نکالنے سے غصے مین آکر چار دانت نہین نکال دیگا ؟ ایسا ہی انجیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص بیگانہ عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ دل مین اس سے زنا کرچکا - یہ دیکھنے مین تو اچھا ہے لیکن عقلمندون مین سے کون ہے جو اس بات کو قبول کریگا کہ ایک مے خوار جب مے سے بدمست ہو اور شہوت غالب ہو اور نفس طالب ہو تو وہ ایسی حالت مین اپنی نظر پاک رکھ سکتا ہے نہین بلکہ مین سچ کہتا ہون کہ وہ نہ صرف صلح سے بدکاری مین مبتلا ہوگا بلکہ چونکہ وہ شراب سے اندھا ہے لہذا وہ زنا بالجبر کا بھی مرتکب ہوگا - ایسی تعلیم جس نے گناہ سے تو منع کیا ہے لیکن گناہ کے جو اصل موجبات ہین اُن کے بڑے بڑے دروازے کھول دئے ہین وہ حقیقی نیکی قائم نہین کرسکتی *

اس کے مقابل پر قرآن شریف نے ایک طرف تو شراب کی سخت مذمتین بیان کرکے اور پرہیزگاری کی دشمن ٹھہرا کر قطعی طور پر اس کو حرام کردیا اور پھر دوسری طرف آنکھ اور دل کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ایک بیوی کرو یا دو یا تین یا چار لیکن حرامکاری سے اپنے تئین بچاؤ کیونکہ جو شخص اپنے تئین پاک رکھنے کے لئے چند بیویون سے نکاح کرتا ہے وہ اُس سے اچھی حالت مین ہے جو ایک بیوی رکھتا ہے مگر اس سے موافقت نہین رکھتا اور حرامکاری مین پڑتا یا ہمیشہ اپنی نظر پاک رکھتا ہے - جو شخص شراب نہین پیتا اور بضرورت کرکے ایک بیوی کے بیمار ہونیکی حالت مین یا کسی اور وجہ سے ناقابل اور موجب نفرت ہونے کی حالت مین دوسری بیوی نکاح مین لاتا اور دونون کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے وہ سچا پرہیزگار ہو کر فرشتون کی طرح زمین پر چلتا ہے اس کا یہی ثبوت کافی ہے کہ اس قسم کے لوگ کثرت کے ساتھ پرہیزگار پاؤگے میرے نزدیک اس شخص سے بڑھکر کوئی

خطرناک حالت مین نہین ہے جو ایکطرف تو شراب پیتا ہے جو شہوتون کو مبادتی اور جوش دیتی ہے اور دوسری طرف اس کی کوئی بیوی نہین ہے جس سے وہ ان متحرک شدہ شہوتون کو محل پر استعمال کر سکے ❖

اسی وجہ سے مین اپنے سچے دل سے اپنے سید و مولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقابل حضرت مسیح کے بہت پیار سے دیکھتا ہون اور معصومیت کے اعلے اور اکمل مقام پر پاتا ہون کیونکہ محسن حقیقی نے جو پرہیز گاری کے اسباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ حضرت مسیح کو عطا نہین کئے ہین۔ مین شریر انسانون کی طرح خواہ نخواہ کی رعایت نہین کرتا اور نہ کسی خدا کے مقدس اور راستباز پر بیہودہ حملہ کرنا چاہتا ہون لیکن مین نے خوب غور کرکے دیکھا ہے اور جہان تک فکر کام کر سکتا ہے خوب سوچا ہے میرے نزدیک جبکہ مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہین تھا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہین تھی تو گو مین مانتا ہون کہ خدا نے اس کو بھی برے کام سے بچایا۔ لیکن مین کیا کرون میرا تجربہ اسبات کو نہیں مانتا کہ وہ عصمت مین ایسا کامل ہو سکے جیسا کہ وہ دوسرا شخص کہ جو نہ شراب پیتا ہے اور نہ حلال وجہ کی عورتون سے اس کو کچھ کمی ہے گو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسیح کا یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ باوجود شراب پینے اور باوجود کسی بیوی کے نہ ہونے کے پھر بھی وہ پرہیزگاری پر قائم رہا۔ لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ شریر دشمنون نے انھی واقعات کو مدنظر رکھکر مسیح پر یہ الزام لگائے ہین کہ کیون اس نے مریم نام ایک کنجنی کو یہ موقع دیا کہ اس نے اس کو چھوا اور اس کے سر پر اپنے ہاتھون سے تیل ملا اور پیرون کو اپنے بالون سے پونچھا اور کیون اس نے ایک دوسری عورت کو جو فاحشہ کرکے مشہور تھی جسکا نام بھی مریم تھا ہمیشہ اپنے پاس رہنے دیا تو مجھے خیال آتا ہے کہ کاش ایسے معجزے کو مسیح اپنے تئین بچاتا تو اچھا ہوتا مسیح کا یہ فرض تھا کہ ایسی عورتون کو جو حرامکاریون مین شہرت پا چکی تھین اپنے پاس سے دفعہ کرکے حواریون مین ایک نیک نمونہ قائم کرتا۔ اب دشمنون کا بھی اعتراض ہے کہ اس نے اس فرض کے ادا کرنے مین اسیوجہ سے کمزوری دکھلائی کہ وہ شراب کا عادی اور نعوذ باللہ شہوت انگیز جذبات مین گرفتار رہتا ایسا اعتراض کرنیوالے صرف یہودی ہی نہین بلکہ وہ بھی ہین جو عیسائی قوم مین سے ہین اور نہایت بے قیدی سے ایسے اعتراض مسیح کے چال چلن پر کرکے پھر ان رسالون کو نہ صرف لنڈن کے بازارون مین تقسیم کرتے بلکہ ہندوستان اور دوسرے ملکون مین بھی شائع کرتے ہین ❖

مین دیکھتا ہون کہ اب انیس سو برس کے بعد عیسائی صاحبون کو محسوس ہوا ہے کہ شراب پینا ایسا گناہ ہے جو اخلاق کو بگاڑتا اور پرہیزگاری کا ستیاناس کرتا ہے اور ان کے جنٹلمین اس کوشش مین ہین کہ اس بدعت کا اپنی قوم مین سے استیصال کرین لیکن میرے خیال مین ایسی کوشش کرنا مسیح سے آگے قدم رکھنا یا ایک نئی انجیل بنانا ہے مین دیکھتا ہون کہ وہ سبق جو زمانہ دراز کی شراب خواری نے عیسائی صاحبون کو دیا ہے

عیسائیون کا بالآخر قرآن کریم کی تعلیم کی طرف رجوع کرنا

اور وہ مشکلات جو ان کو پیش آئی ہین وہ قرآن شریف کی تعلیم کی طرف ان کو کھینچ رہی ہین۔ مجھے اس سے تعجب آتا ہے کہ جو شراب خواری کا خوفناک نقشہ لارڈ کرزن نے اپنی سپیچ مین کھینچا ہے وہی نقشہ نہایت موثر الفاظ مین قرآن کریم مین پاتے ہین۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ قرآنی نقشہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے سکھایا اور اس سپیچ کا نقشہ لارڈ کرزن کو زمانہ نے اور خرابیون کے مشاہدہ نے بتایا۔ لارڈ کرزن نہایت مدبر اور اصلاح کے کامون مین سرگرم معلوم ہوتے ہین اور ان کی سپیچ مین گورنمنٹ اور قوم کی ہمدردی کی روح موجود ہے اگر ان کے لئے ممکن ہوتا تو وہ ایسی موثر سپیچ مین ضرور کوئی انجیل کی آیت بھی یاد دلاتے اور اگر یہ سپیچ کسی امیر مسلمان کی طرف سے ہوتی تو وہ پرزور قرآنی آیات سے دکھاتا کہ کس قدر خدا شراب پینے والون پر ناراض ہے بہرحال غنیمت ہے کہ ایسے بیدار مغز اعلی افسر گورنمنٹ اور رعایا کے خیرخواہ نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ درحقیقت شراب مجرمانہ حرکات کی موجب ہوتی ہے اور اخلاقی اور روحانی قوی پر بہت برا اثر ڈالتی ہے ❖

پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اخلاقی تعلیم بے فائدہ ہے جس مین شراب کی ممانعت نہیں۔ شراب خورون کو عفو اور درگذر کی تعلیم کرنا اور شہوت کی نظر سے روکنا ایسا ہی کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ہم ایک شخص کو ایک دوا سے بیہوش کر دین اور پھر اس سے ہوشمندون کے کام لینا چاہین۔ نبی کے لئے اہم امر یہ ہوتا ہو کہ وہ گناہون کے اصل اسباب اور موجبات معلوم کرکے ان کے دور کرنے کے لئے کوشش کرے اور جب وہ دور ہو جاوینگے تو خود گناہ کا سیلاب رک جائیگا۔ سو قرآن اور انجیل مین یہ فرق ہے کہ انجیل نے تو گناہ کے علل و اسباب سے نظر اندازی کرکے محض چند اخلاقی فقرون کے بولنے سے لوگون کو خوش کرنا چاہا ہے اور قرآن نے حکیم حاذق اور سچے ہمدرد کیطرح ان علل اور اسباب اور موجبات کو درمیان سے اٹھانا چاہا ہے جو اخلاقی خباثت کو پیدا کرتے ہین۔ پس اس

جگہ ان لوگون کو غور کرنا چاہئے جو خواہ نخواہ انجیلی تعلیم پر فخر کرتے اور اخلاقی خزانہ کی اُس کو کنجی سمجھتے ہین۔ ہم سچ سچ کہتے ہین کہ انجیلی تعلیم نے شراب کو حلال اور مباح کرکے اخلاقی حالات کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ رحم انصاف۔ راستبازی۔ پرہیزگاری جو کچھ عمدہ صفتین ہین ان سب کی شراب دشمن ہے پھر جب تک ایک گھر مین دشمن موجود ہے کیونکر توقع ہوسکتی ہے کہ اُس گھر والے اُس دُشمن کے حملہ سے بچ سکین ۔

ایسا ہی یہودی آج تک یہ بھی کہتے ہین کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کے رو سے گناہ تھا کہ اس نے ماں کی بے عزتی کی دیکھو متی باب ۱۲ء ۴۸ وہ یہ بھی الزام رکھتے ہین کہ وہ عمداً ایک بے گناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب بھی ہوا دیکھو متی باب ۵ ء ۱۳ اُن کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس وجہ سے بھی توریت اُس کو گنہ گار ٹھہراتی ہے کہ اُس نے اپنے شاگردون کو حرام کا مال کھانے سے منع نکیا دیکھو متی باب ۱۱-۱۔ وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اس لئے بھی اس کو مجرم ٹھہراتے ہین کہ اس نے ایک بدکار اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اُس کے بعض اعضاء سے اپنے اعضاء چھوئے اور اپنے مال حرام کا عطر اس کے سر پر ملے دیکھو لوقا باب ۷-۳۷ و ۳۸ وہ یہ بھی کہتے ہین کہ توریت کے رو سے نہایت سخت اور قابل نفرت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اس نے خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئین اس کے برابر ٹھہرا کر اس کے نام کو بےعزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہ گار بلکہ کافر اور واجب القتل ہوگیا دیکھو یوحنا باب ۵-۱۸ اُن کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیون یسوع نے اُس کو آخر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئین اُس کی صحبت سے نہ بچایا وہ لوگ اس کے گنہ گار ہونیکا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہین کہ اُن کا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہوگیا تھا اور قوم اسرائیل مین اس گناہ کی یہان تک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا اُستاد بھی تھا اس سے وہ حرکت دیکھکر اور سخت ناراض ہوکر ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سے علیحدہ کردیا دیکھو کتاب سیفر لولڈتھ جیشو۔ یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ بھی الزام پیش کرتے ہین کہ یسوع مسیح کی ماں پاکدامن نہین تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذباللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونے کے برخلاف ہے اس جگہ پادری صاحبان کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جب مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہ تھی تو اس بات کا بارِ ثبوت عیسائیون کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتون کو حاملہ کردیا کرتا ہے اور جب تک نظیرون کے ساتھ اس کا شافی ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کرین ۔

[illegible]

ہندون مین اس قسم کے افسانے بہت ہین اور پرانون مین اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہین کہ بعض عورتون کو چاند سے حمل ہوگیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیرین بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لائق نہیں کیونکہ ہندوٗن مین نیوگ کی بھی رسم ہے جو مقدس مانی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کردیا گیا ہوگا کیونکہ ہندوٗن کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومین اپنی اجنبیت کی وجہ سے اُس پر اعتراض کرین مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کے رو سے ہے۔ اس لئے ایک مہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہین کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کراوے اور وہ بھاگوان اس طرح پر اجنبی مرد کے ذریعہ سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے مگر لڑکیاں حساب سے باہر ہین گو بیس ہوجائین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ مین نیوگ مین یہ شرط تھی کہ اس دھرم رین کے بجالانے والا کوئی مقدس برہمن ہو اور استعارہ کے طور پر اسی کو سورج یا چاند یا اندر یا کوئی دیوتا کہدیا کرتے تھے اور جاہلون سے حقیقت کو چھپانے کے لئے قوم کے بزرگون مین یہ ایک اصطلاح تھی مگر پھر بعد اس کے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ مین بزرگ اور مقدس ہونیکی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگونکو جو شاید ان بزرگون کی اولاد ہین برہمن کہا جاتا ہے اور اُن ہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رسم کے لئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل حمل ٹھہرانے کے ہو انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہندوٗن مین نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے اور اب بھی ہے مگر یہ کارروائیاں بہت پردہ سے اور احتیاط سے کی جاتی ہین۔ غرض ہندوٗن کے خاندانون کی ایسی نظیرون مین کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوگیا بہت شبہ ہے اس لئے ہم ان سے جیسا کہ فائدہ اُٹھانا چاہئے نہین اُٹھا سکتے اور یونانیون مین بھی ایسے تذکرے ہین مگر دراصل یونانی گویا یورپ کے ہندو ہین پس کچھ شک نہین کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ

رکھ کر ایسے بچون کو دیوتاؤن کی طرف منسوب کرتے رہے ہین یا یون کھو کہ انھون نے بھی مقدس انسانون کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا اور ہندون مین اب تک یہ عام خیال کیا جاتا ہے کہ رشی رکھی سب پرمیشر ہی کے مورت ہین اسی وجہ سے بہت سی عورتین جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندرون مین کسی مقدس برہمن سے اولاد لینے کے لئے پڑی رہتی ہین اور بعض جوگی جو بڑے مرتاض اور سدھ گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہین وہ اجدھیا، یا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلون مین کسی تالاب یا کسی بہاری سرسبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان مین بیٹھے رہتے ہین اور جب تپ مین سخت درجہ پر محو ہوتے ہین اور ایسی انقطاع کی حالت اُن پر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ ایشر کے ہی اوتار نظر آتے ہین اور وہ بدقسمت ہندو جنکو اولاد کی کمی ہو وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیون کی خدمت مین اپنی جوان عورتین ہر طرح سے آراستہ کرکے بھیجدیتے ہین اور کسی کو خبر بھی نہین ہوتی کہ چند دن مین ہی وہ عورتین حاملہ ہو کر گھرون مین آجاتی ہین اور شاید رام جنی کا لفظ جو ہندو مذہب کے طوائف پر بولا جاتا ہے اُس کی اصلیت بھی یہی ہے کہ ان مقدسون کو رام یعنی پرمیشر سمجھا جاتا ہے اور اس طرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے

غرض جس بات کی ہم تلاش مین تھے یعنی یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اس کی نظیر یقینی طور پر ہندوؤن اور یونانیون مین نہین مل نہین سکی بلکہ اکثر یہ قصے استعارون کے رنگ مین پائے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن امکان ثبوت کے قائم مقام نہین ہو سکتا۔ پھر جبکہ یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہین اور عیسائیون کے اس قسم کے نظائر نہین تو اس مسئلہ کے حل کرنے مین بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوے کو سر سے اُڑا دیتی ہے اس لئے میرے خیال مین پادری صاحبون کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالین اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اس کو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوی پر دعوی ہے کیونکہ ابھی کہان ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے کیا چند معمولی نشانات جو محض قصون کے رنگ مین پائے جاتے ہین اور ایسے فوق العادۃ امور مین دوسرے نبی شریک بھی ہین اُن قصون سے خدائی ثابت ہو جائے گی؟ ماسوا اس کے اگر فرض کے طور پر مان لیا جاوے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اس لئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اس کو مان کی کیا حاجت پڑی؟ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح بغیر مان کے پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہین کہ باپ بھی کہین مخفی ہوگا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے مونہہ بند نہین کر سکتے اس لئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کیون جائز نہین کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اس جگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی مخفی صدیق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب نیک نیتی سے نہین ہو سکتا اور نہ بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال ہو کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالت مین قرآن کی وحی اُن کے نزدیک خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانی افترا ہے تو گویا وہ انسانی افترا سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہین پس قرآن کی شہادت ان کو کچھ بھی فائدہ نہین دے سکتی۔ بجز اس کے کہ وہ قرآنی وحی من جانب اللہ قبول کرلین۔

اس مشکل کے حل کرنے کے لئے مسلمانون مین سے ایک فرقہ نے جو نیچریون کے نام سے مشہور ہین اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفے سے تھے لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونون کے مخالف ہے کیونکہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ حضرت مسیح بھی اپنے چار اور بھائیون کی طرح یوسف کے نطفے سے پیدا ہوئے تھے تو عقل قبول نہیں کرسکتی کہ جو شور قیامت حضرت مریم کے سر پر یہودیون نے مچایا جسکو قرآن شریف نے آیت وما کانت امک بغیا مین بیان فرمایا ہے وہ ایسی معمولی اور جائز پیدائش مین شور مچایا جاتا۔ اور نقل سے اس لئے یہ خیال مخالف ہے کہ قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ابھی پیٹ مین ہی تھین کہ ان کی والدہ نے اپنے پر یہ نذر مان لی تھی کہ اس نے اپنے پیٹ کے بچے کو ہیکل یعنی خانہ خدا کی خدمت کے لئے تمام عمر تک وقف کر دیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ بچہ جو پیٹ مین ہے ہمیشہ کے لئے دنیا کے تعلقات اور نیز تعلق بیوی یا میان سے دست بردار رہیگا تو اس صورت مین کیونکر ممکن تھا کہ برخلاف عہد کے مریم صدیقہ کا ناطہ کسی شخص سے کیا جاتا بلکہ وہ پیدا ہونے پر نذر کے موافق ہیکل کے بزرگون کے سپرد ہو چکی تھی اور مان باپ قطعاً اس سے دست بردار ہو چکے تھے جیسا کہ آیت وکفلھا زکریا سے ظاہر ہے۔ یعنی بعد اس کے کہ وہ لڑکی مان باپ نے ہیکل کے بزرگون کے حوالہ کر دی زکریا نبی اس کی پرورش کا متکفل ہو گیا اور یہودیون مین یہ قدیم

رواج تھا کہ اس طرح پر ہیکل کی خدمت کے لئے راہبانہ زندگی بسر کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کی نذر مقرر کرنے سے مقرر ہوجاتی تھیں اسی قصہ کو قرآن شریف کی یہ دو آیتیں تصریح سے بیان کرتی ہیں اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم دیکھو سورت آل عمران یعنی وہ وقت یاد کر جبکہ عمران کی بیوی نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کو میں تعلقات زوجیت اور دوسرے کاروبار دنیا سے آزاد رکھ کر تیری نذر کرتی ہوں پس میری نذر قبول کر تو سمیع علیم ہے اس آیت میں دو لفظ قابل یادداشت ہیں ایک نذر اور دوسرے محرر۔ نذر کا لفظ اُس چیز پر بولا جاتا ہے جسکو انسان اپنے دل میں کسی خاص شخص کے لئے مخصوص کرلیتا ہے اور محرر کا لفظ اس کی تاکید میں ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ کسی طرح سے غیر کو اس میں اشتراک نہیں ہوگا یہاں تک کہ والدین بھی۔ ایسے بچے سے اپنی اطاعت نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی قید اطاعت میں لاتے ہیں پس ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ مریم کو نذر کے طور پر ہیکل کی خدمت کے لئے آزاد کر کے بٹھایا گیا تھا اور چونکہ توریت میں حکم ہے کہ اپنی نذروں اور قسموں کو پورا کرو اس لئے والدین کا اختیار نہ تھا کہ وہ اپنی نذر کو توڑ کر مریم کا کسی سے ناطہ کر دیتے لہٰذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہوگیا تھا اور اس کے بعد یوسف سے حمل ہوگیا تھا نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے اور انجیل بھی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ انجیلیں جو حال میں چھپی ہیں جو ان چار انجیلوں کے علاوہ ہیں اُن میں بھی یہ نذر کا قصہ موجود ہے۔ جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ انہیں تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی مانی تھی اور خود مریم نے بھی بالغ ہو کر نئے سرے اپنے عہد اور اقرار سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنی خدا سے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہیں کرے گی۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس موکد عہد اور نذر کے جو کہ مریم کے باپ اور ماں اور خود مریم کی طرف سے تھا پھر کیوں مریم نے خاوند کرلیا اور توریت کے حکم کو توڑ دیا۔

اس سوال کا جواب کسی پادری صاحب نے صفائی سے نہیں دیا۔ لیکن حال میں مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی جس نے صحیح طور پر اس عقیدہ کو حل کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوئی تو کچھ مدت خدمت میں مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اس کو حمل ہوگیا اور اس پر شبہات پیدا ہوئے اور یہودیوں نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا بہرحال جب وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگوں کو یہ امر بہت شاق گذرا اور انھوں نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نامناسب تصور کیا اس لئے انھوں نے کوشش کر کے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل میں سے تلاش کیا جسکا نام یوسف تھا اور اس کو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح میں لاوے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اس کے گھر میں اس کی جورو بھی زندہ موجود تھی ان مشکلات کے سبب سے مریم کے جورو بنانے سے اس نے انکار کیا اور بزرگوں کی خدمت میں بادب عرض کی کہ میں بوڑھا ہوں اور میرے گھر میں ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہیں اس لئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تا خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا جسکا نام یسوع رکھا گیا آج تک یہود اس بات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزے کے طور پر پیدا ہوا تھا غرض اس یہودی فاضل کا یہ بیان ہے جو ہم نے لکھا۔ اور اس بیان سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کیوں ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اس کے مقابل پر جو انجیلوں میں یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگوں نے ایک باکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہرچند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارک رکھنے میں خدا سے کیا تھا وہ اس میں ٹوٹتا تھا تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کے لئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہرچند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیوں نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے۔ یشو بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جسکا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل میں گذرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بدخطابوں سے ان کا یہ مطلب تھا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۸ء

# مرکب جواہر عشبہ مغربی

فی شیشی کلان ۲ — خورد شیشی ۱

## سارسا پریلا

ان امراض کا عروج پر جوشبہ سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکے دور کرنیکا اگر کوئی ہے تو علاج ہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو سڑی کردیتا ہو تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہو تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو دبوتا نہیں بلکہ عالم وجود سے لکھو تا ہے جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلم حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے اسکے پینے والیکا خون گندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے عشبہ مغربی کو میڈیکل انسپکٹر وغیرہ ماہر علم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سو دور کرنیکا اقرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگوں میں ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک فادزہر ہے جس کے استعمال سے درد مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے پھنسی۔ زخموں کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہیں۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ جلدی بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھوں اور پاؤں کے تلووں میں جلن رہتی ہو۔ ہڈیاں درد کرتی ہوں۔ پیڑو کا درد۔ عرق النساء اور عورتوں کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے۔ شیشی کلان ایک روپیہ

## سنون مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتوں کو چمکا دیتا ہے بخدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ گئی جہان گیا۔ دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیوں کی طرح چمکدار مضبوط ہو جاتے ہیں۔ بدبو میل دور۔ منہ سے لیسدار رطوبت کا فوراً سوڑھے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۲ تولہ) ...... ۸ آنہ

## حب قبض کشا

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جن کو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے۔ طبیعت ان کی پریشان۔ سر میں درد۔ منہ بدمزہ۔ سر بھاری۔ پیٹ میں ریاح۔ منہ سے بدبو۔ زبان میلی رہتی ہے۔ ان گولیوں کے استعمال سے ورم جگر۔ نفخ۔ قراقر دل کا دھڑکنا جسم کا پھولنا۔ سستی ہو جانا کثرت تھوک۔ کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے۔ ایک گولی رات کو دودھ کے ساتھ کھانے سے اور صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور یہی بعید عمر طبعی کو پہنچنے کا ہے۔

پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت۔ لاہور۔ موچی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام نبیاً الحی الی الامام الہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لہلک المقام

## طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالیٰ کے رسول کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے)

**روغن نوری**۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ مسلم بفضلہ تعالیٰ ابتلائے طاعون و ہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان میں داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دیں تب بھی اس سے بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہو علاوہ ازیں اس کے استعمال سے۔ تپ محرقہ + کالی کھانسی متلی + قے۔ اسہال + پیچش (مروڑ و خون و آنون کا آنا) حارّی بیماری + سوزش سینہ + قصور ہضم + ہچکی + نفث الدم و ابتدائے سل + درد گوش

درد دندان ۵ + ناسور ۱ - خنازیر ۲ - زخم آتشک - بھگندر پھوڑے پھنسیان - بواسیر کے زخم - زہر بچھو زہر زنبور وغیرہ الغرض ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہیں ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی (قیمت فی شیشی ۸ آنہ)

## عطر روح افزا مصلح ہوا و وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا کان میں رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے ضرر ہوا و وبائی کی اصلاح ہو۔ جہاں طاعون و ہیضہ ہو وہاں اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ آنہ

کشتہ سیم یک آتشہ۔ دماغ و اعصاب قیمت فی تولہ

کشتہ سیماب + مصلح شیر - و مصفی خون - ۔ محصول ذمہ خریدار +

### المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

# مختصر نوٹ اور نکات

**دفتر الحکم** کی تعمیر کی خوشی میں قدیم خریداران الحکم کو جو نصف قیمت پر کتابوں کے دے جانے کی رعایت مشتہر کی گئی ہے اسمیں بعض احباب کو یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے کہ وہ انوار احمدیہ پریس کی ہر طبع شدہ کتاب نصف قیمت پر لینا چاہتے ہیں اشتہار میں صراحت ہے کہ جو مطبع کی ملکیت ہیں رفع شک کے لیے دوسرے مقام پر ان کتابوں کی فہرست درج کی جاتی ہے

---

بہرہ **اشتہارات** میں شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان کا ایک اشتہار کو کسی نمایاں جگہ پر نہ چھاپ سکنے کے لیے عذر کرتے ہیں شیخ صاحب نے ان دواؤں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے مجوزہ نسخہ کے موافق ترکیب دیکر بنایا ہے اور ان دواؤں کے مفید ہونے کے لیے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ طاعون کے جو تین علاج حضرت اقدس نے ایک اشتہار میں لکھے تھے گولیاں۔ عرق اور مرہم وہ ڈاکٹر صاحب نے عام لوگوں خصوصاً اپنی جماعت کے فائدہ کے لیے محنت سے طیار کیے ہیں ہر خواہشمند ان سے منگوا سکتا ہے۔ ہر گھر میں یہ دوائی اگر رہے تو مفید ہے۔

---

**راولپنڈی** کے چودھویں صدی میں آجکل بعض تحریریں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع ہونے لگی ہیں۔ باقی آیندہ کی قید اٹھہ جانے کے بعد اگر مناسب و ضروری سمجھا گیا تو ہم انشاء اللہ ریویو کرینگے الا تکثیر

---

**پیر گولڑوی نے سیف چشتیائی** جو کتاب طیار کی ہے اُس کے ٹائٹل پیج پر دو تلواروں کی تصویر بھی دی ہے۔ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ لارڈ لارنس کے سٹیچو پر جو تلوار اور قلم کا کتبہ ہے اُسپر اعتراض کیا گیا تھا اور اہل ہند یا کم از کم اہل پنجاب کی خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ اس کتبہ کو بدل دیا جاوے سیف از چشتیائی کے مصنف کی غرض **ان تلوارو** کے بنانے سے اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے خلاف قتل کا مخفی اشارہ نہیں یا جہاد کی ترغیب نہیں تو اس فضول تحریک سے کیا فائدہ تھا۔ امر بہر حال گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے قابل ہے اور ہم اس پر کسی قدر صراحت سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ ایک گوشہ نشین۔ نقاب پوش۔ درویش کی تحریر پر ان تلواروں کا نشان حیرت انگیز امر ہے اور کسی خاص راز کیطرف ایما کرتا ہے ورنہ پیر گولڑوی کے مذاق اور مشرب کے لحاظ سے تو طنبور و چنگ کی تصویر ان موزون تہین ✦

---

**یسوع مسیح کا شیطان** اُس پر ایمان نہ لایا بلکہ اس کو ساتھ لیکر پہاڑی پر چڑھ گیا اور اُسے گمراہ کرنا چاہا یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے اور ہماری سمجھ مین نہین آتی کہ شیطان کو اس قدر قابو یسوع پر کیون ملا؟ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میرا شیطان **مسلمان ہو گیا ہے**۔ مسیح اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا مقابلہ کرنے والے ذرا اس مقام پر بھی غور کر لین ✦

---

**یورپین فلاسفر** جو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہین معلوم نہین انجیل کے اس واقعہ کے کیا معنے کرتے ہین شاید نورافشان اس راز کو بیان کردے

---

خدا تعالے کے ماموروں اور مرسلوں پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت مین اُس دقیق در دقیق ذات اور نہان در نہان ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہین کر سکتا اور یہ ماموروں مرسل خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ اور بین ثبوت ہوتے ہین اس لئے ان ماموروں کے وجود مین جو خوردبین کا حکم رکھتے ہین خدا نظر آتا ہے اس لئے مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام فرماتے ہین ؎

**آن خدائے کہ ازو اہل جہان بے خبر اند**
**بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر**

---

ایک مشہور **ضرب المثل** ہے خدا داری چہ غم داری لیکن ایک آریہ اس سے کیا تسلی پا سکتا ہے جبکہ وہ اپنے خدا کے وجود کو ہی ثابت نہین کر سکتا یا اسے مان کر کم از کم اتنا مانتا ہے کہ وہ اس کی روح اور ذرات جسم کا خالق نہین ہے اور عملوں کے معاوضہ کے سوا کوئی کرم اور فضل ضعیف انسان پر نہین کر سکتا غرض بد قسمت ہے وہ انسان جو ایسے پرمیشر پر بھروسہ رکھتا ہے جسکو اپنا وجود ثابت کرنیکے لئے بھی بباعث کمی قدرت کوئی عمدہ اسباب میسر نہین ہین ✦

---

انجیل مین جس خدا کا ذکر ہوا ہے کیا اسکا پرستار خدا داری چہ غم داری سے کوئی تسلی پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جب وہ اپنے خدا کی یہ حالت خود دیکھتا اور پڑھتا ہے کہ ساری رات دعا کرکے پھر بھی اپنے مطلب مین ناکام رہا اور نہایت ہی ذلت سے گرفتار ہو کر ایلی ایلی کہتا ہوا مر گیا وہ دوسرون کی مدد کیا کریگا حقیقت مین ان حالات اور واقعات کے تصور سے جو انجیل کے خود ساختہ خدا یسوع مسیح کے بیان کئے گئے ہین ایک سالک اور صادق کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور اسے مایوس ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

**البتہ** اس فقرہ کے موافق اصلی اور حقیقی تسلی اور اطمینان ایک صادق مسلمان کو ملسکتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک **قادر حیی و قیوم رحمٰن رحیم** غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام رزائل سے منزہ خدا کو اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ نرا زبانی دعوی نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے جو چاہے وہ **اسلام** کا مطالعہ کرے پھر اس پر عمل کر کے دیکھ لے کہ سچا اطمینان اور سکینت اسمین ملتی ہے یا کسی اور مذہب مین

---

حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایکروز فرمایا کہ اس مہم **شوری بنیم** پر غور کرتے کرتے مین اصحابہ کی اُس پاک سیرۃ کے نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا مین اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہین جو اپنی کمزوریون کو کسی سے سنکر صبر کر سکین اور ان کی اصلاح کرین بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے لیکن صحابہ کی پاک سیرۃ کا اس سے پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکر گذاری سے اس بالکو سنتے۔ حقیقت مین وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے جسکو کوئی نصیحت کرنیوالا دوست ملے ✤

---

بعض فطرتین کیسی سعادتمند اور پاک ہوتی ہین کہ بعض قسم کے گناہ کا نام سنکر بھی انہیں تعجب ہوتا ہے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر قرآن شریف مین **لوط** کی قوم کی بے حیائی کا ذکر نہ ہوتا تو اُن کے وہم مین بھی نہین آسکتا تھا کہ ایسی بے حیائی بھی ہوتی ہے اسی قسم کی پاک فطرت ہمارے حکیم الامۃ کی ہے۔ ہم آپ کا ایک واقعہ لکھکر اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ مولانا ممدوح نے ایک بار فرمایا کہ جب مین لکھنو مین طب پڑھتا تھا اسمین علت اُبنہ کی بیماری کا ذکر آیا تو مجھے تعجب ہوا اور مین نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے میرے استاد سخت حیران ہوئے وہ زور دیتے تھے اور مین انکار کرتا تھا اُس وقت میری عمر بائیس سال کے قریب تھی اس سے ایک دانشمند آپکی پاکیزہ فطرۃ کی طرف پے لے جا سکتا ہے۔ اسی تذکرہ کلام مین آپ نے اس بیماری کے اسباب بتائے عام فائدے کے لئے وہ بھی درج کر دیتے ہین ✤

اوّل ۔ جو شخص عورت سے لواطت کرے اس کی اولاد ایسی ہوگی ✤

دوم ۔ مٹھائی کھانے کی عادت

سوم امیرون کے لڑکون کو ان کے کھلانے والے ایسی بدعادتین ڈالدیتے ہین ✤

چہارم ۔ صحبت بد

ان سب کا علاج ہے۔ **استغفار اور توبہ** ✤

---

## ملفوظات مین سے کچھ

(نماز اور حج)

---

عبادۃ کے دو حصے تھے ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنیکا حق ہے خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لیجاتا ہے اور اس کی روح گداز ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور **عبودیت** کا حقیقی رنگ اسی مین پیدا ہو جاتا ہے ✤

دوسرا حصہ عبادۃ کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنیکا حق ہے اسی لئے فرمایا ہے والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ اور دنیا کی ساری محبتون کو غیر فانی اور آنی سمجھکر حقیقی **محبوب** اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جاوے ✤

یہ دو حق ہین جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے ان دونون قسم کے حقوق کے ادا کرنیکے لئے یون تو ہر قسم کی عبادۃ اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے دو مخصوص صورتین **عبادت** کی اُس کے لئے مقرر کی ہوئی ہین ✤

**خوف اور محبت** دو ایسی چیزین ہین کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اُس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے جسقدر انسان خدا کے خوف مین ترقی کریگا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاویگی اور جسقدر محبت الٰہی مین وہ ترقی کریگا اسیقدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیون اور برائیون سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لیجائیگا ✤

پس اسلام نے ان دونون حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جسمین خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے **خوف** کے جسقدر ارکان ہین وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہین کہ کسقدر تذلل اور اقرار عبودیت اسمین موجود ہے اور حج مین محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہین بعض وقت شدت محبت مین کپڑے کی بھی حاجت نہین رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے کپڑون کو سنوار کر رکھنا یہ عشق مین نہین رہتا۔ سیالکوٹ مین ایکعورت ایک درزی پر عاشق تھی اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس مین ہوتا ہے وہ حج مین موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہین محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتون مین تصویری زبان مین چلا آیا ہے پھر قربانی مین بھی کمال عشق دکھایا ہے اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے ✤

# دارالامان کا ہفتہ

## ( بزرگانِ ملت )

(۱). حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت بفضلہ تعالیٰ خوش و خرم ہین -

۲ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامۃ بھی بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ تندرست ہین حکیم الامۃ ایک روز کے لئے دارالامان سے باہر ایک شہادۃ کے لئے جانے کی ضرورت پڑی تھی آج مع الخیر تشریف لے آئے ✤

۳ مولوی سید محمد احسن صاحب ابھی تک امروہہ مین ہین ✤

## تالیفات و تصنیفات

۱ حضرۃ حجۃ اللہ کی کتاب نزول المسیح نہایت ہی خوبصورتہ اور عمدہ کاغذ پر خاص اہتمام سے طبع ہو رہی ہے اس کتاب کی اشاعت پر مذہبی عالم مین ایک حیرت انگیز تبدیلی کی امید کی جاتی ہے -

۲ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی کتاب **خلافت راشدہ** الحکم کی اگلی اشاعت سے پہلے پہلے انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوجاوے گی نہایت ہی عجیب و غریب کتاب ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مضامین کی فہرست پورے نو صفحون پر ہے ۔ ۔ ۔ قیمت علاوہ محصولڈاک عمر اور مع محصولڈاک عیمر

۳ ست بچن چھپ کر شائع ہو گیا آریہ دھرم طبع ہو رہا ہے اور ازالہ اوہام کی دوسری جلد بھی ✤

# مدرسہ

۱ - مدرسے کا کل اہتمام جیسا کہ پہلے بھی شائع ہو چکا ہے حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے ہاتھ مین حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدیا ہے -

۲ - مدرسے کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کو جناب میرزا خدا بخش صاحب سفیر ہوکر قوم کی خدمت مین مختلف شہرون مین گئے ہین امید ہے قوم نہایت عزۃ اور خوشی سے اُن کو ریسیو کریگی اور اُن کے اغراض و مقاصد کی تکمیل مین پوری مدد دیگی ✤

# بعیت کا کالم

شیخ عبدالعزیز زورہ قصبہ شپین کشمیر تحصیل ہری پور
محمد دین صاحب دولت پور جہلم تحصیل پنڈدادنخان
اکبر علی صاحب خاص ہوشیار پور

عبداللطیف صاحب لنا چور جالندہر نواشہر -
بوڑا صاحب نول - منٹگمری
شامہ 〃 〃
حاجہ 〃 〃
غلام محمد 〃 〃
جیوا صاحب 〃 〃
صوبہ 〃 〃
احمد 〃 〃
علی 〃 〃
ولی محمد 〃 〃
امیرا 〃 〃
شاہ محمد 〃 〃
مسماہ عالم خاتون 〃 〃
مسماہ پناہ بی بی زوجہ عبدالحمید سید والہ 〃

محمد دین ملکی گجرات کہاریان
امام الدین بیگ قادیان
احمد بیگ پٹی لاہور قصور
غلام محی الدین تیکر وڑ سیالکوٹ ظفروال
میرزا سلطان بیگ قلعہ مغلان 〃 〃
فضل بیگ 〃 〃
محمود ڈنگہ گجرات
عبدالعزیز پت رائی لاہور قصور
مسماہ بہاگ بہری زوجہ میاں اکمل الدین صاحب خوشاب
حافظ بی بی بنت میاں اکمل الدین خوشاب
حافظ کرم دین صاحب 〃
مسماۃ الہ جیوائی 〃
بلند خانصاحب - جہلم لوان بازار
محمد صاحب دلونہ گجرات
عزیز محمد پنڈوری گہگوڑیان ہوشیارپور
رشید محمد 〃 〃 〃
ابراہیم - بٹالہ
محمد عزیز الدین تکیریان ہوشیارپور
غلام رسول 〃
اقبال علی تہاڑہ لودیانہ
شہاب الدین 〃 〃
اہلیہ سکندر علی لکھو کلان گورداسپور
زینت بنت سکندر علی 〃 〃
مع برکت بی بی و 〃 〃
مہر بی بی 〃 〃
منشی غلام محمد صاحب 〃 〃
فضل الٰہی صاحب 〃 〃
فقیر اللہ 〃 〃
گلاب بی بی والدہ 〃 〃
غلام محمد صاحب 〃 〃
ا بنت غلام محمد 〃 〃
۲ بنت غلام محمد 〃 〃
عبدالرزاق لودیانہ
محمد ابراہیم 〃
قمر الدین 〃
قطب الدین 〃
محمد حسن 〃
پیر بخش 〃

باقی آئندہ

# کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

## حضرت اقدس کی ایک لانظیر تقریر

جو ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ کی شام کو حضور نے جناب سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کے اس سوال کے جواب مین فرمائی کہ کیا مردون سے استعانت مانگنی چاہیے

بات یہ ہے کہ مردون سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین یہ ضعیف الایمان لوگون کا کام ہے کہ مردون کی طرف رجوع کرتے ہین اور زندون سے دور بھاگتے ہین خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی مین لوگ انکی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جب وہ انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی اللہ تعالےٰ نے کہین بھی مردون کے پاس جانے کی ہدایت نہین فرمائی بلکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دیکر زندون کی صحبت مین رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستون کو بار بار یہان آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہین اور ہم جو کسی دوست کو یہان رہنے کیواسطے کہتے ہین تو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کرکے ہمدردی اور خیرخواہی سے کہتے ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ ایمان درست نہین ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت مین نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتین مختلف ہوتی ہین ایک ہی وقت مین ہر قسم کی طبیعت کیموافق حال تقریر نا صح کے منہ سے نہین نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اُس کی سمجھ اور فہم کیمطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنون تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہین ہے اور اس سے اُس کو بد دلی پیدا ہو اور وہ حسن ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے غرض قرآن کریم کے منشا کیموافق تو زندون ہی کی صحبت مین رہنا ثابت ہوتا ہے اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین پہلے صفات الٰہی رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین کا اظہار فرمایا۔ پھر سکھایا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی عبادت بھی تیری کرتے ہین اور استمداد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ اصل حق استمداد کا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے کسی انسان۔ حیوان۔ چرند پرند غرضیکہ کسی مخلوق کے لئے نہ آسمان پر نہ زمین پر یہ حق نہین ہے۔ مگر ہان دوسرے درجہ پر ظلی طور سے یہ حق اہل اللہ اور مردان خدا کو دیا گیا ہے۔ ہم کو نہین چاہیے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنا لین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے اندر اندر رہنا چاہیے اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اور یہ امر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی بخوبی سمجھ مین آسکتا۔ اس کے پہلے حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب۔ معبود اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیے اور دوسرے حصے سے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا اظہار ہے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ رسالت مین ایک امر ظاہر ہوتا ہے اور ایک مخفی ہوتا ہے مثلاً لا الٰہ الا اللہ ایک کلمہ ہے جسے رسالت مآب نے بایں الفاظ لوگون کو پہنچا دیا ہے۔ لوگ مانین یا نہ مانین۔ یعنی رسالت کا کام صرف پہنچا دینا تھا مگر رسالت کے یہ ظاہری معنی ہین۔ ہم جب اور زیادہ غور کرکے بطون کی طرف جاتے ہین تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ بطور ایک جز غیر منفک کے شامل ہوئی ہے یہ صورت ابلاغ تک ہی محدود نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ کے زور سے اس تبلیغ کو بااثر بنانے مین لانظیر نمونہ دکھلایا ہے اور قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کو کس قدر سوزش اور گدازش لگی ہوئی تھی چنانچہ فرمایا لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین یعنے کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس فکر مین کہ یہ مومن کیون نہین بنتے۔ یہ پکی بات ہے کہ ہر نبی صرف لفظ لیکر نہین آتا بلکہ اپنے اندر وہ ایک درد اور سوز و گداز بھی رکھتا ہے جو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور یہ درد اور اضطراب کسی بناوٹ سے نہیں ہوتا بلکہ فطرتاً اضطراری طور پر اس سے صادر ہوتا ہے۔ جیسے ایک مان اپنے بچے کی پرورش مین مصروف ہوتی ہے اگر بادشاہ کی طرف سے اس کو حکم بھی دیا جاوے کہ اگر وہ اپنے بچہ کو دودھ نہ بھی دے اور اسطرح پر اس کے ایک دو بچے مر بھی جاوین تو اس کو معاف ہین اور اس سے کوئی بازپرس نہ ہوگی تو کیا بادشاہ کے ایسے حکم پر کوئی مان خوش ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہین بلکہ بادشاہ کو گالیان دیگی وہ دودھ دینے سے رک سکتی ہی نہین یہ بات اس کی طبیعت میں طبعاً موجود ہے

اور دودھ دینے مین اس کو کبھی بھی بہشت مین جانا یا اس کا معاوضہ پانا مرکوز اور ملحوظ نہین ہوتا۔ اور یہ جوش طبعی ہی جو اس کو فطرت نے دیا ہے ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو چاہئے تہا کہ جانورون کی مائیں بکری۔ بھینس۔ یا گائے یا پرندون کی مائین اپنے بچون کی پرورش سے علیحدہ ہو جاتین۔ ایک فطرت ہوتی ہے ایک عقل ہوتی ہے اور ایک جوش ہوتا ہے ماؤن کا اپنے بچون کی پرورش مین مصروف ہونا یہ فطرت ہے اسیطرح پر مامورین جو آتے ہین اُنکی فطرت مین بھی ایک بات ہوتی ہے وہ کیا؟ مخلوق کے لئے دلسوزی اور بنی نوع انسان کی خیرخواہی کے لئے ایک گدازش۔ وہ طبعی طور پر چاہتے ہین کہ لوگ ہدایت پاجاوین اور خدا تعالیٰ مین زندگی حاصل کرین پس یہ وہ سر ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دوسرے حصہ مین یعنی اظہار رسالت محمدیہ مین رکھا ہوا ہے۔ جیسے پیغام پہنچانے والے عام طور پر پیغام پہنچا دیتے ہین اور اس بات کی پرواہ نہین کرتے کہ اُس پر عمل ہو یا نہ ہو گویا وہ تبلیغ صرف کان ہی تک محدود ہوتی ہے برخلاف اس کے ماموران الٰہی کان تک بھی پہونچاتے ہین اور اپنی قوت قدسی کے زور اور ذریعہ سے دل تک بھی پہونچاتے ہین اور یہ بات کہ جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ مین کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہین سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عزیز علیہ ما عنتم۔ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہین سکتا۔ وہ اس پر سخت گران ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچین۔ ان ساری باتون کو یکجائی طور پر دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خدا تعالےٰ مدد دیتا ہے پھر دوسرے درجہ پر ماموران اللہ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں جوش ڈالا ہے اور وہ اسی جوش اور تقاضاء فطرت کے ساتھ مخلوق کی بہتری مین ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہین جیسے مان اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے بلکہ اس بھی بڑھکر اس لئے کہ والدہ کا نفس مزکی نہین ہے اور یہ مزکی النفس لوگ ہوتے ہین اُنہین کو صادقین اس آیت کونوا مع الصادقین مین فرمایا گیا ہے آب مین سورۃ الفاتحہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہون کہ

اہدنا الصراط المستقیم مین انعمت علیہم کی راہ طلب کی گئی ہے اور مین نے کئی مرتبہ یہ بات بیان کی ہے کہ انعمت علیہم مین چار گروہون کا ذکر ہے نبی صدیق شہید صالح۔ پس جبکہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے تو اُن کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اسپر اگر ان چار گروہون کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اُس کے حق مین بے ثمر ہوگی اور وہ بیجان لفظ بولنے والا حیوان ہے یہ چار طبقے ان لوگون کے ہین جنہون نے خدا تعالےٰ سے علوم عالیہ اور مراتب عظیمہ حاصل کئے ہین نبی وہ ہوتے ہین جنکا تبتل الی اللہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا سے کلام کرتے اور وحی پاتے ہین۔ اور صدیق وہ ہوتے ہین جو صدق سے پیار کرتے ہین سب سے بڑا صدق لا الٰہ الا اللہ ہے اور پھر دوسرا صدق محمد رسول اللہ ہے وہ صدق کی تمام راہون سے پیار کرتے ہین اور صدق ہی چاہتے ہین تیسرے وہ لوگ ہین جو شہید کہلاتے ہین وہ گویا خدا تعالےٰ کا مشاہدہ... کرتے ہین شہید وہی نہین ہوتا جو قتل ہو جاوے کسی لڑائی یا وبائی امراض مین مارا جاوے بلکہ شہید ایسا قوی الایمان انسان ہوتا ہے جسکو خدا تعالےٰ کی راہ مین جان دینے سے بھی دریغ نہ ہو۔ صالحین وہ ہوتے ہین جنکے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہے جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزا بھی درست ہوتا ہے پورے اعتدال کی حالت مین تندرست کہلاتا ہے کسی قسم کا فساد اندر نہین رہتا۔ اسیطرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہین ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہین ہوتا اس کا کمال اپنے نفس مین نفی کے وقت ہے اور شہید۔ صدیق۔ نبی کا کمال ثبوتی ہے۔ شہید ایمان کو ایسا قوی کرتا ہے گویا خدا کو دیکھتا ہے۔ صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا اور کذب سے پرہیز کرتا ہے اور نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ ردائے الٰہی کے نیچے آجاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ کمال کسی دوسرے کو حاصل نہین ہو سکتے اور مولوی یا علما کہتے ہین کہ بس ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے اور نماز روزہ کے احکام کا پابند ہو جاوے اس سے زیادہ ان احکام کے ثمرات اور نتائج کچھ نہین اور نہ ان مین کچھ حقیقت ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور ایمانی کمزوری ہے اُنھون نے رسالت کے مدعا کو نہیں سمجھا۔ اللہ تعالےٰ جو ماموروں اور مرسلون کو خلق اللہ کی ہدایت کیواسطے بھیجتا ہے۔ کیا اس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ انکی پرستش کرین؟ نہین بلکہ ان کو نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے بادشاہ اپنے ملک کے کاریگرون کو کوئی تلوار دے تو اس کی مراد یہی ہے کہ وہ بھی ویسی تلوار بنانیکی کوشش کرین اللہ تعالےٰ ان لوگون کو جو مامور اور مرسل ہوتے ہین اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف بناتا ہے اور دنیا کی طرف مامور کرتا ہے تا لوگ اُنکے اخلاق اور

کمالات سے حصہ لیں اور اسی طرز و روش پر چلیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس وقت تک فائدہ پہنچاتے ہیں جب تک زندہ ہوں۔ گذرنے کے بعد تنبل ہوجاتا ہو اسوا سطے صوفی لوگ کہتے ہیں کہ زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہوتی ہے خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے

**الر۔ کتاب الحکمت** الآیۃ

الف سے مراد اللہ اور لؔ سے مراد جبرائیل اور رؔ سے مراد رسل ہیں چونکہ اس میں بھی قصہ ہے کہ کونسی چیزیں انسانوں کو ضروری ہیں اس لئے فرمایا **کتاب الحکمت الایۃ** یہ کتاب ایسی ہو کہ اس کی آیات پکی اور استوار ہیں قرآن کریم کی تعلیموں کو اللہ تعالیٰ نے کئی طرح پر مستحکم کیا تاکہ کسی قسم کا شک نہ رہے اور اسی لئے شروع میں ہی فرمایا **لاریب فیہ** یہ استحکام کئی طور پر کیا گیا ہے۔

اوّلاً۔ قانون قدرت سے استواری اور استحکام قرآنی تعلیموں کا قانونِ قدرۃ سے کیا گیا۔ جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے قانون قدرت اس کو پوری مدد دیتا ہے گویا جو قرآن میں ہے وہی **کتاب مکنون** میں ہے اسکا ساز انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بدون سمجھ میں نہیں آسکتا اور یہی وہ سِر ہے جو **لا یمسہ الا المطہرون** میں رکھا گیا ہے غرض پہلے قرآنی تعلیم کو قانون قدرۃ سے مستحکم کیا ہے مثلاً قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی صفت وحدہ لاشریک بتلائی جب ہم قانون قدرۃ میں نظر کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک ہی خالق و مالک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دل بھی اسے ہی مانتا ہے اور دلائل قدرہ سے بھی اسی کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز جو دنیا میں موجود ہے وہ اپنے اندر کرویت رکھتی ہے۔ جیسے پانی کا قطرہ اگر یا نہ سے چھوڑیں تو وہ کروی شکل کا ہوگا اور کروی شکل توحید کو مستلزم ہے اور یہی وجہ ہے کہ پادریوں کو بھی ماننا پڑا کہ جہاں تثلیث کی تعلیم نہیں پہونچی وہاں کے رہنے والوں سے توحید کی پرستش ہوگی۔ چنانچہ پادری فنڈر نے اپنی تصنیفات میں اس امر کا اعتراف کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن کریم دنیا میں نہ بھی ہوتا تب بھی **ایک** ہی خدا کی پرستش ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا بیان صحیح ہے کیونکہ اسکا نقش انسانی فطرت اور دل میں موجود ہے اور دلائل قدرت سے اُس کی شہادۃ ملتی ہے۔ برخلاف اس کے انجیلی تثلیث کا نقش نہ دل میں ہے نہ قانون قدرت اس کا مؤید ہے یہی معنے ہیں **کتاب الحکمت** الایۃ کے یعنی قانونِ قدرت سے اسکی تعلیموں کو ایسا احکام اور استوار کیا گیا ہے کہ مشرک وعیسائی کو بھی ماننا پڑا کہ انسان کے مادہ فطرت سے توحید کی باز پرس ہوگی

دوسری وجہ استحکام کی خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں کوئی نبی کوئی مامور دنیا میں ایسا نہیں آنا جسکے ساتھ تائیدات الٰہی شامل نہوں اور یہ تائیدات اور نشانات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت پرشوکت اور پُر قوت تھے آپکے حرکات سکنات میں کلام میں نشانات تھے گویا آپکا وجود از سرتا پا **نشانات الٰہی** کا پتلا تھا۔

تیسرا احکام نبی کا پاک چال چلن اور راستبازی ہے یہ منجملہ ان باتوں کے ہے جو عقلمندوں کے نزدیک امین ہونا بھی ایک دلیل ہے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اس سے دلیل پکڑی تھی۔

چوتھا احکام جو ایک زبردست وجہ استواری اور استحکام کی ہے نبی کی قوت قدسیہ ہے جس سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے طبیب خواہ کتنا ہی دعوے کرے کہ میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں اور اُس کو سعدی خواہ نوک زبان ہی کیوں نہو لیکن اگر لوگوں کو اُس سے فائدہ نہ پہونچے تو یہی کہینگے کہ اس کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے۔ اسی طرح پر **نبی کی قوت قدسی** جسقدر زبردست ہو اُسی قدر اس کی شان اعلیٰ اور بلند ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے استحکام کے لئے یہ پشتیبان بھی سب سے بڑا پشتیبان ہے۔

ہمارے پیغمبر خدا صلعم کی قوت قدسی اس درجہ پر پہنچی ہے کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کسی نے آپ کے مقابلے میں کچھ نہیں کیا۔ یہودی دنیا کے کتے ہیں۔ عیسائیوں کو دیکھو تو وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کے چشمے سے دور جا پڑے کوئی حضرت مریم کی پرستش کرتا ہے کوئی مسیح کو خدا جانتا ہے اور دنیا پرستی ہی شب و روز کا شغل اور کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طیار کردہ جماعت کو اگر دیکھا جاوے تو وہ ہمہ تن خدا ہی کے لئے نظر آتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں کوئی نظیر نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور کامیاب زندگی کی تصویر یہ ہے کہ آپ ایک کام کے لئے آئے اور اُسے پورا کر کے اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے جسطرح بندوبست والے پورے کاغذات پانچ برس میں مرتب کر کے آخری رپوٹ کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے اُس دن سے لیکر جب **قم فانذر** کی آواز آئی پھر **اذا جاء نصر اللہ** اور **الیوم اکملت لکم دینکم** کے دن تک نظر کریں تو آپ کی لانظیر کامیابی کا پتہ ملتا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاص طور پر **مامور** تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپکی زندگی میں

کامیابی نصیب نہ ہوئی جو انکی رسالت کا منتہا تھی وہ ارض مقدس اور موعود سرزمین کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکے بلکہ راہ ہی مین فوت ہو گئے۔ کافر کب مان سکتا ہے اور ایک بے ایمان آدمی راہ مین فوت ہو جانے اور وعدہ کی زمین مین نہ پہنچ سکنے کے وجوہات کب سننے لگا وہ تو یہی کہیگا کہ اگر مامور تھے تو وہ وعدے کئے گئے ہین کیون پورے نہ ہوئے سچی بات یہی ہے کہ سب نبیون کی نبوت کی پردہ پوشی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی۔

ایسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستون سے کراتے رہے آخر شکوہ پر اُتر آئے اور ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہدیا۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا۔ اب ایسی حسرت بھری حالت کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مامور من اللہ ہے جو نقشہ پادریون نے مسیح کی آخری حالت کا جاکر دکھلایا ہے وہ تو بالکل مایوسی بخشتا ہے انہین تو اتنی بھین کہ خدا کی پناہ اور کام کچھ بھی نہ کیا ساری عمر میں کل اکیس بیس آدمی طیار کئے اور وہ بھی ایسے پست خیال اور کم فہم جو خدا کی بادشاہت کی باتون کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے اور سب سے بڑا صاحب جسکی بابت یہ فتویٰ تھا کہ جو زمین پر کرے آسمان پر ہوتا ہے اور بہشت کی کنجیان جسکے ہاتھ مین تھین اُسی نے سب سے پہلے لعنت کی اور وہ جو امین اور خزانچی بنایا ہوا تھا جسکو چھاتی پر لٹاتے تھے اُسی نے تیس درم لیکر پکڑوا دیا اب ایسی حالت مین کب کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیح نے واقعی ماموریت کا حق ادا کیا۔

اور اس کے مقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا پکا کام ہے اُس وقت سے جب کسے کہا کہ مین ایک کام کرنے کے لئے آیا ہون جب تک یہ نہ سن لیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم آپ دنیا سے نہ اُٹھے۔ جیسے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اس دعویٰ کے مناسب حال یہ ضروری تھا کہ کل دنیا کے مکر و مکائد متفق طور پر آپ کی مخالفت مین کئے جاتے۔ آپ نے کس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ مخالفون کو مخاطب کرکے کہا کہ فکیدونی جمیعًا یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو۔ سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیرین کرو مگر یاد رکھو سیہزم الجمع ویولون الدبر آخر فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک مین ملجا وین گے تمہاری ساری جماعتین منتشر اور پراگندہ ہوجا وین گی اور پیٹھ دے نکلین گی جیسی وہ عظیم الشان دعوے انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کسی نے نہیں کیا اور جیسے فکیدونی جمیعًا کہنے کو کسی کی ہمت نہ ہوئی یہ بھی کسی کے مُنہ سے نہ نکلا سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ یہ الفاظ اُسی منہ سے نکلے جو خدا تعالےٰ کے سائے کے نیچے الوہیت کی چادر مین لپٹا ہوا پڑا تھا۔

غرض ان وجوہات پر ایک اجنبی آدمی بھی نظر ڈالے تو اُسکو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے کیسے صاف اور واضح طور پر کتاب اللہ کو مضبوط و مستحکم فرمایا ہے اگر کوئی قانون قدرت پر نظر کرتا ہے تو قول اور فعل الٰہی کو باہم مطابق پاتا ہے پھر اگر خوارق پر نظر کرتا ہے تو اسقدر کثرت سے ہین کہ حد شمار سے باہر ہین یہان تک کہ آپکا قول۔ فعل و حرکات و سکنات سب خوارق ہین قوت قدسیہ کو دیکھتا ہے تو صحابہ کرام کی پاک تبدیلی حیرت مین ڈالتی ہے پھر کامیابی کو دیکھتا ہے تو دنیا بھر کے مامورون اور مرسلون سے بڑھکر تھے

ان وجوہات احکام آیات کے علاوہ میرے نزدیک اور بھی بہت سے وجوہات ہین منجملہ ان کے ایک آخَر کے لفظ سے بھی پتہ لگتا ہے یہ لفظ مجددون اور مرسلون کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قیامت تک جاری ہے اب اس سلسلہ مین آنے والے مجددون کے خوارق۔ ان کی کامیابیون ان کی پاک تاثیرون وغیرہ وجوہات احکام آیات کو گن بھی نہیں سکتی اور یہ سب خوارق اور کامیابیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے متبعین مجددون کے ذریعہ سے ہوئین۔ اور قیامت تک ہونگی درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابیان ہین۔ غرض ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مُردون سے استمداد خدا تعالیٰ کی منشاء کے موافق نہیں۔ اگر مردون سے مدد کی ضرورت ہوتی تو پھر زندون کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہزارون ہزار جو اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہین اسکا کیا مطلب تھا۔ مجددین کا سلسلہ کیون جاری کیا جاتا؟ اگر اسلام مُردون کے حوالے کیا جاتا تو یقینا سمجھو کہ اس کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا۔ یہودیون کا مذہب مردون کے حوالے کیا گیا نتیجہ کیا ہوا؟ عیسائیون نے مردہ پرستی سے بتلاؤ کیا پایا؟ مردون کو پوجتے پوجتے خود مُردہ ہو گئے۔ نہ مذہب مین زندگی کی روح رہی نہ ماننے والون مین زندگی کے آثار باقی رہے۔ اول سے لیکر آخر تک مردون ہی کا مجمع ہو گیا اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا حی وقیوم خدا ہے پھر وہ مُردون سے پیار کیونکر کرنے لگا وہ حی وقیوم خدا تو بار بار مُردون کو جلاتا ہے یحی الارض بعد موتہا تو کیا مُردون کے ساتھ تعلق پیدا کرا کر جلاتا ہے نہیں ہرگز نہیں! اسلام کی حفاظت کا ذمہ اُسی حی وقیوم خدا نے انا لہ لحافظون کہکر اٹھایا ہوا ہے پس ہر زمانہ مین یہ دین زندون سے زندگی پاتا ہے اور مردون کو جلاتا ہے۔ یاد رکھو اسمین قدم قدم پر زندے آتے ہین پھر فرمایا ثم فصلت ایک تو وہ تفصیل ہے جو قرآن کریم مین ہے دوسری یہ کہ قرآن کریم کے معارف و حقائق کے اظہار کا سلسلہ قیامت تک دراز کیا گیا ہے۔

ہر زمانے مین نئے معارف اور اسرار ظاہر ہوتے ہین فلسفی اپنے رنگ مین طبیب اپنے مذاق پر صوفی اپنے طرز پر بیان کرتے ہین اور پھر یہ تفصیل بھی **حکیم وخبیر** خدا نے رکھی ہے حکیم اس کو کہتے ہین کہ جن چیزون کا علم مطلوب ہو وہ کامل طور پر ہو اور پھر عمل بھی کامل ہو ایسا کہ ہر ایک چیز کو اپنے محل وموقع پر رکھ سکے حکمت کے معنے وضع الشئی فی محلہ - اور خبیر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ایسا وسیع علم کہ کوئی چیز اس کی خبر سے باہر نہین چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کتاب مجید کو **خاتم الکتب** ٹھہرایا تھا اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا وہ خوب جانتا تھا کہ کسطرح پر یہ تعلیمین ذہن نشین کرنی چاہئین چنانچہ اسی کے مطابق تفاصیل کی ہین پھر اس کا سلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدد ومصلح احیاء دین کے لئے آتے ہین وخود مفصل آتے ہین اس کے بعد ایک عجیب بات سوال مقدر کے جواب کے طور پر بیان کی گئی ہے یعنی اس قدر تفاصیل جو بیان کی جاتی ہین انکا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟

**الا تعبدو الا اللہ** خدا تعالےٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نکرو اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** - عبادت اصل مین اس کو کہتے ہین کہ انسان ہر قسم کی قساوت - کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے عرب کہتے ہین مور معبد جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھون مین ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہین - اسیطرح جب دل کی زمین مین کوئی کنکر - پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو اس کا نام عبادۃ ہے - چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس مین شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اسمین انواع واقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہین

پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اسمین کسی قسم کی کجی اور ناہمواری - کنکر - پتھر نہ رہنے دے تو اس مین **خدا نظر آئیگا**

مین پھر کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس مین پیدا ہو کر نشوونما پائین گے اور وہ اثمار شیرین وطیب ان مین لگین گے جو اکلہا دائم کے مصداق ہونگے یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہان صوفیون کے سلوک کا خاتمہ ہے - جب سالک یہان پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اسکا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس پر نزول فرماتا ہے - سلوک کی تمام منزلین یہان آکر ختم ہو جاتی ہین کہ انسان کی حالت تعبد درست ہو جس مین روحانی باغ لگجاتے ہین اور آئینہ کیطرح خدا نظر آتا ہے اسی مقام پر پہنچکر انسان دنیا مین جنت کا نمونہ پاتا ہے اور یہان ہی ہذا الذی رزقنا من قبل و اتوا بہ متشابہا کہنے کا حظ اور لطف اٹھاتا ہے

غرض حالت تعبد کی درستی کا نام عبادت ہے پھر فرمایا - **اننی لکم منہ نذیر وبشیر** چونکہ یہ تعبد تام کا عظیم الشان کام انسان بدون کسی اسوہ حسنہ اور نمونہ کاملہ کے اور کسی قوت قدسی کے کامل اثر کے بغیر نہین کرسکتا تھا اس لئے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ مین اسی خدا کی طرف سے نذیر اور بشیر ہو کر آیا ہون اگر میری اطاعت کروگے اور مجھے قبول کروگے تو تمہارے لئے بڑی بڑی بشارتین ہین کیونکہ مین بشیر ہون اور اگر رد کرنے ہو تو یاد رکھو کہ مین نذیر ہو کر آیا ہون - پھر تم کو بڑی بڑی عقوبتون اور دکھون کا سامنا ہوگا ٭

اصل بات یہ ہے کہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر کورانہ زیست جو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول سے بالکل الگ ہو کر بسر کیجاوے جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور وہ بہشت جو مرنے کے بعد ملیگا اسی بہشت کا اصل ہے اور اسی لئے تو بہشتی لوگ نعماء جنت کے حظ اٹھاتے وقت کہینگے **ہذا الذی رزقنا من قبل** دنیا مین انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے وہ **قد افلح من زکٰہا** پر عمل کرنے سے ملتا ہے - جب انسان عبادۃ کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کا پاک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور جو نعمتیں آئندہ بعد مردن ظاہری مرئی اور محسوس طور پر ملین گی وہ اب روحانی طور پر پاتا ہے پس یاد رکھو کہ جب تک بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع نہو اور اس عالم مین اوس کا حظ نہ اٹھاؤ - اسوقت تک سیر نہ ہو اور تسلی نہ پکڑو - کیونکہ وہ جو اس دنیا مین کچھ نہین پاتا اور آئندہ جنت کی امید کرتا ہے وہ طمع خام کرتا ہے اصل مین وہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ کا مصداق ہے اس لئے جب تک ماسوائے اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمین دل سے دور نکرلو اور اسے آئینہ کی طرح مصفا اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو - صبر نکرو ہان یہ سچ ہے کہ انسان کسی مزکی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کرسکتا اسی لئے اس کے انتظام وانصرام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کامل نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے پیچھے جانشینون کا سلسلہ جاری فرمایا - تاکہ ناعاقبت اندیش برہموؤن کا رد ہو - جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہین ہے نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دیگا اسی طرح پر یہ زمینداری جو روحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہین کرسکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی - آبپاشی - نلائی کے تمام مرحلے طے کرچکا ہو اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ **مرشد کامل کی ضرورت** انسان کو ہے مرشد کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان وناواقف بچہ ایک کھیت مین بیٹھا ہوا اصل پودون کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال وہ سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے یہ گمان ہرگز نکرو